25696

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکی یا حلی اگر حج تمتع کرلے تو اسکے بارے میں دارالافتاء سے ایک فتویٰ جاری ہوا ہے جس نمبر (۱۵۴۱/۷۸) ہے ،اس میں دو باتیں سمجھ میں نہیں آرہیں۔

(۱)۔۔۔ایک یہ ہے مکی یا حلی کے لئے حج تمتع ممنوع ہونے کی وجہ (پہلے پیرے گراف کی تیسری سطر میں) یہ لکھی ہے کہ:

"کیونکہ المام صحیح (احرام کھول کر اپنے اہل کی طرف لوٹنا) تمتع کو باطل کر دیتا ہے، اور ان علاقوں میں رہنے والے شخص کی طرف سے حج تمتع میں المام صحیح کا ہونا یقینی ہے اس لئے اس کے لئے حج تمتع کرنا شرعاً جائز نہیں"

اس میں یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ اگر ممانعت کی یہی وجہ ہے تو اگر مکی یا حلی سے المام صحیح کا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ عملاوہ المام صحیح نہ کرے مثلاً کوئی حلی پانچ ذی الحجہ کو آکر عمرہ کرے پھر حلال ہونے کے بعد حل میں اپنے اہل وعیال میں نہ جائے بلکہ مسجد حرام کے قریب ہوٹل میں ٹھہر جائے اور پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لے تو مذکورہ وجہ کے پیش نظر اس حلی کے حق میں حج تمتع ممنوع نہیں ہونا چاہئے؟ کیا حکم ایسا ہی ہے کہ ایسے حلی کے لئے حج تمتع ممنوع نہیں ہے؟ یا ممانعت کی کوئی اور بھی وجہ ہے؟

(۲)۔۔۔دوسری بات یہ کہ مذکورہ فتویٰ میں جواب نمبر (۲) اور (۳) میں لکھا ہے کہ:

(۲) "چونکہ اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس شخص کو متمتع شمار کیا ہے اسلئے متمتع ہونے کی وجہ سے اس پر مذکورہ اعمال (دسویں ذی الحجہ کی رمی، قربانی اور حلق) میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

(۳) اس شخص پر دم شکر کے بجائے چونکہ دم جبر واجب ہے، اس لئے اس دم کے گوشت کو فقراء ومساکین وغیرہ پر صدقہ کرنا ضروری ہے"۔

اس میں یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ دم جبر کی ادائیگی کے لئے تو حضراتِ فقہاء کرامؒ نے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا کہ فلاں وقت میں ہو، اور فلاں کام کے بعد اور فلاں کام سے پہلے ہو، جبکہ دم شکر میں وقت اور ترتیب کو واجب قرار دیا ہے کہ ایام النحر میں ہو اور رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو، خلاصہ یہ کہ حج تمتع کرنے والے حلی کا یہ دم اگر دم جبر ہے تو ترتیب واجب نہیں ہونی چاہئے اور اگر ترتیب واجب ہے دم جبر نہیں کہنا چاہئے، بندہ کو فتویٰ میں دم جبر ہوتے ہوئے ترتیب واجب ہونے پر کوئی فقہی حوالہ بھی نظر نہیں آیا۔ تو کیا دم جبر کا حکم لگانے کے باوجود ترتیب کو واجب کہنا درست ہوگا۔

براہ کرام بندہ کی رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

بندہ ابوحسان

لانڈھی

03332424344

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۸۲/۲۱۲۱

Scanned by CamScanner

محترم مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں درج ذیل کثیر الوقوع مسائل کا تسلی بخش اور مدلل حل مطلوب ہے

۱۔ اگر مکی یا حِلی میں رہنے والا اشہرِ حج میں عمرہ کرے اور
اس کا ارادہ اسی سال حج کرنے کا بھی ہو تو اس کا یہ
عمل درست قرار نہیں دیا جاتا ہے اب اس سلسلے میں دریافت
یہ کرنا ہے کہ جب یہ شخص عمرہ کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے تو اب
اس احرام باندھنے کے وقت یہ تمتع کی نیت کرے گا یا افراد
کی۔ یا مطلق حج کی نیت کرے گا۔ اگر یہ شخص افراد کی نیت
کرتا ہے یا مطلق حج کی نیت کرتا ہے تو اس کا یہ حج حقیقۃً تمتع
ہی بنے گا یا افراد بنے گا، اور اگر وہ تمتع کی نیت سے ہی حج
کا احرام باندھ لیتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

۲۔ اب یہ شخص مذکور دسویں ذی الحجہ کی رمی کے بعد جو قربانی کرے گا کیا اس
قربانی اور رمی اور حلق کے درمیان ترتیب ضروری ہوگی جیسا کہ حقیقی حج تمتع
میں ضروری ہوتی ہے۔ مسئلہ اس لئے ہو رہا ہے کہ اس دم کو متمتع کے حق میں

22195
156

دار الافتاء

اور اس کو بھی غالباً دم اساءۃ کہا جاتا ہے، تو کیا اس دم اساءۃ
ترتیب کے اعتبار سے
کا حکم بھی دم شکر والا ہوگا یا حکم میں فرق ہے؟

3- شخص مذکور جب قربانی کرے گا تو اس کے گوشت
کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہے یا دم شکر کی طرح قربانی کے
جانور میں سے خود بھی کھا سکتا ہے؟ اگر حکم میں فرق ہو تو ازراہ کرم
اس کو بیان فرما دیجئے۔

4- اگر مکی یا حل میں رہنے والا شخص اشہر حج میں عمرہ کرتا
ہے اور اس کی نیت اس سال حج کرنے کی نہیں ہوتی۔
پھر عمرہ کر لینے کے بعد حج کے ایام آنے پر اس کا ارادہ حج
کرنے کا ہو جاتا ہے اور وہ حج کر لیتا ہے تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟
اور اس کا یہ حج افراد ہوگا یا تمتع؟

5- اور کیا اس شخص پر بھی دم واجب ہوگا؟ اگر واجب ہوگا
تو کیا اس میں بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا؟

6- کیا اس دم کا تصدق بھی ضروری ہوگا یا فقط ذبح کر لینا کافی ہے؟

سائل
[illegible] (جدہ)
00966-507357753

10225

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

مکی (جو شخص مکہ میں رہتا ہو) اور جو مکی کے حکم ہو، یعنی جس کی رہائش میقات کے مقام میں یا میقات اور حرم کے درمیان علاقہ حِل میں ہو، فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ایسے شخص کے لئے حج تمتع کرنا شرعاً ممنوع ہے، کیونکہ المام صحیح (احرام کھول کر اپنے اہل کی طرف لوٹنا) تمتع کو باطل کر دیتا ہے، اور ان علاقوں میں رہنے والے شخص کی طرف سے حج تمتع میں المام صحیح کا ہونا یقینی ہے، اس لئے اس کے لئے حج تمتع کرنا شرعاً جائز نہیں، تاہم اگر یہ شخص تمتع کرلے، تو اگرچہ اس نے شریعت کے حکم کی نافرمانی کر کے برا کیا، لیکن اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اس کا حج تمتع درست ہو جائے گا اور اس پر دم جبر واجب ہو گا، کیونکہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اور صاحب غنیۃ المناسک رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ المام صحیح سے تمتع مسنون باطل ہوتا ہے، اس کی وجہ سے مطلق تمتع کی نفی نہیں کی جاسکتی، دیکھئے عبارت (۱ اور ۲)

لہذا صورتِ مسئولہ میں شخص مذکور حج تمتع، افراد یا مطلق حج جس کی بھی نیت کرے، جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک یہ حج تمتع ہی ہو گا۔

۲۔۔۔ چونکہ اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس شخص کو متمتع شمار کیا ہے، اس لئے متمتع ہونے کی وجہ سے اس پر بھی مذکورہ اعمال میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

۳۔۔۔ اس شخص پر دم شکر کی بجائے چونکہ دم جبر واجب ہے، اس لئے اس دم کے گوشت کو فقراء و مساکین وغیرہ پر صدقہ کرنا ضروری ہے، لہذا اس کو خود کھانا جائز نہیں۔ دیکھیے عبارات (۳ اور ۴)

۴۔۔۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے مکی اور حل میں رہنے والے شخص کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو اس وقت ممنوع قرار دیا ہے، جب اس کا اسی سال حج کرنے کا ارادہ ہو، لیکن اگر اس کی نیت صرف عمرہ کرنے کی ہو، اس سال حج کرنے کا ارادہ نہ ہو، تو اس کا عمرہ کرنا درست ہے، دیکھیے عبارات (۵ اور ۶) اور جہاں تک شخص مذکور کے اسی سال حج کرنے کا تعلق ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس شخص کا اسی سال حج کرنا جائز نہیں، کیونکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق مکی اور حِل میں رہنے والے شخص کا تمتع باطل ہے، تاہم اگر یہ شخص اسی سال حج بھی کرلے، تو جواب نمبر (۱) میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس شخص کا حج تو درست ہو جائے گا، لیکن اس پر دم جبر واجب ہو گا۔

۵، ۶۔۔۔ شخص مذکور کے اعمال میں ترتیب اور اس کے دم کا حکم وہی ہے، جو جواب نمبر (۲ اور ۳) میں گزرا ہے۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

١-مناسك ملا علي قاري رحمه الله (صفحه ٢٧٤)

ليس لأهل مكة و أهل المواقيت ومن بينهما وبين مكة تمتع فمن تمتع منهم كان عاصيا و مسيئا وعليه لإساءته الدم أى دم الجبر وجنايته لكفارته قال في البدائع فبقيت العمرة في اشهر الحج في حقهم معصية ، أى لمخالفتهم السنة رجحت أن المتعة تتحقق، ويكون مستانسا بقول صاحب "التحفة ------- " لكن الأوجه خلافه لتصريح أهل المذهب من أبي حنيفة و صاحبيه في الا فاقي الذي يعتمر ثم يعود إلى أهله، ولم يكن ساق الهدي ثم حج من عامه بقولهم بطل تمتعه، وتصريحهم بأن من شرائط التمتع مطلقا أن لا يلم بأهله بينهما إلمام صحيحا ولا وجود للمشروط قبل وجود شرطه ----وان اشتراطهم عدم المام الصحيح بينهما انما هو للتمتع المسنون لا للصحة

٢-فى غنية المناسك(ص٢٢٣)

وأن اشتراطهم عدم إلمام الصحيح بينهما إنما هو للتمتع المسنون لا للصحة، فحصل التوفيق والاتفاق على صحة تمتع المكي مطلقا مع الكراهة، ولزوم دم الجبر لارتكاب النهي، وهو المطلوب-

٣-الجوهرة النيرة (٢/ ١٣٣):

(وليس لأهل مكة تمتع ولا قران) وكذا أهل المواقيت ومن دونها إلى مكة ومن فعل ذلك منهم كان مسيئا وعليه لأجل إساءته دم وهو دم جناية لا يجوز الأكل منه ولا يجزئه الصوم عنه وإن كان معسرا لا يجد ثمن الهدي-

٤- البحر الرائق (٢/ ٣٩٧): زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الوفاة ٩٧٠هـ

(ولو اعتمر كوفي فيها وأقام بمكة أو بصرة وحج صح تمتعه........وقيد بكونه اعتمر في أشهر الحج إذ لو اعتمر قبلها لا يكون متمتعا اتفاقا وقيد بالكوفي لأن المكي لا تمتع له اتفاقا---------- قال في غاية البيان ولهذا قلنا لم يصح تمتع المكي لوجود الإلمام الصحيح ومقتضاه أنه لو أحرم بعمرة في أشهر الحج وحل منها ثم أحرم بحج فإنه لا يلزمه دم لكن صرح في التحفة بأنه يصح تمتعهم وقرانهم فإنه نقل في غاية البيان عنها أنهم لو تمتعوا جاز وأساؤا (((وأساءوا))) ويجب عليهم عليهم (((عليهم))) دم الجبر وهكذا ذكر الأسبيجابي ثم قال ولا يباح لهم الأكل من ذلك الدم ولا يجزئهم الصوم إن كانوا معسرين فتعين أن يكون المراد بالنفي في قولهم لا تمتع ولا قران لمكي نفي الحل لا نفي الصحة ولذا وجب دم جبر لو فعلوا هو فرع الصحة

واشتراطهم عدم الالمام فيما بينهما إنما هو للتمتع المنتهض سببا للثواب المترتب عليه وجوب دم الشكر-

٥-فى غنية المناسك(ص٢٢٣)

المكي إذا أحرم بالعمرة في أشهر الحج، فإن كان من نيته الحج من عامه ، فأنه يكون اثما لأنه عين التمتع المنهي عنه لهم،فإن حج من عامه لامه دم جناية -لاشكر، وإن لم يكن من نيته الحج من عامه، ولم يحج، فإنه لا يكون اثما بالاعتمار في اشهر الحج-

٦- مناسك ملا علي قاري رحمه الله (صفحه ٤٦٦)

لا منع لمكي عن العمرة المفردة في اشهر الحج اذا لم يحج، فانه في اشهر الحج في تلك السنة

والله اعلم بالصواب

محمد نعمان خالد عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۲۹، رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح

۲/۸/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح

۲-۸-۱۴۳۴ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۲۸/۱۵۴۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا و مصلیًا

(۱)۔۔۔ واضح رہے کہ فقہاء کرام نے تمتع کے صحیح ہونے کیلئے منجملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ذکر کی ہے کہ حجِ تمتع کے عمرہ اور حج کے درمیان المامِ صحیح نہ پایا جائے، چنانچہ المامِ صحیح پائے جانے کی صورت میں حجِ تمتع فاسد ہو جاتا ہے اور المامِ صحیح کا مطلب یہ ہے کہ تمتع کرنے والا شخص عمرہ کے تمام افعال ادا کر کے اس طور پر اپنے وطن چلا جائے کہ اس پر مکہ مکرمہ واپس لوٹنا واجب نہ رہے (یعنی وہ حلق بھی کر چکا ہو اور اپنے ساتھ ھدی بھی نہ لایا ہو)۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ المامِ صحیح کے معتبر ہونے کیلئے اپنے وطن لوٹنا مراد ہے، اہل وعیال کے پاس جانا ضروری نہیں، چنانچہ فقہاء کرام رحمھم اللہ نے یہ بات لکھی ہے کہ اگر کوئی آفاقی حجِ تمتع میں اپنے وطن نہ لوٹے تو اس کا تمتع صحیح ہے، اگرچہ اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال بھی ہوں اور مکی کا تمتع درست نہیں اگرچہ اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال بھی نہ ہوں۔

المامِ صحیح کی اس تشریح کے مطابق چونکہ مکی پہلے ہی سے اپنے وطن یعنی مکہ مکرمہ میں موجود ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ میں موجود ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں مکہ مکرمہ واپس لوٹنا متصور نہیں ہو سکتا، نیز حلی (یعنی وہ لوگ جو میقات کے اندر رہتے ہیں) بھی چونکہ مکی کے حکم میں ہے اور فقہاء کرام رحمھم اللہ کی صراحت کے مطابق ایسی صورت میں اس پر بھی المامِ صحیح پائے جانے کیلئے مکہ مکرمہ واپس لوٹنا واجب نہیں ہوتا اس لئے ان دونوں (مکی اور حلی) کے حق میں ہر صورت میں المامِ صحیح پایا جاتا ہے، چاہے یہ دونوں عمرہ کر کے اپنے گھر چلے جائیں یا میقات کے اندر کسی بھی جگہ رہیں اور چاہے انہوں نے سوقِ ھدی کی ہو یا نہ اور چاہے یہ عمرہ سے حلال ہوئے ہوں یا نہیں، لہٰذا ان کیلئے کسی صورت میں بھی تمتع کرنا درست نہیں اور سابقہ فتوی میں المامِ صحیح کی جو تشریح کی گئی ہے اس میں اہل کی طرف لوٹنے سے بھی وطن کی طرف لوٹنا مراد ہے، بیوی بچوں کے پاس جانا مراد نہیں۔ واللہ اعلم

واضح رہے کہ مکی یا حلی کیلئے تمتع اور قران کا ممنوع ہونا اصلاً قرآن کریم کی آیت "قوله تعالى: {ذلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام} [البقرة: ۱۹۶]" اور بعض آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور المامِ صحیح کا نہ پایا جانا تمتع کے صحیح ہونے کی شرط ہے نہ کہ علت، لہٰذا اگر کسی شخص کے حق میں المامِ صحیح نہ پایا جا رہا ہو، لیکن وہ اہلِ مکہ کے حکم میں ہو تو پھر بھی اس کے حق میں مذکورہ آیت کی وجہ سے تمتع ممنوع ہوگا مثلاً جیسے کوئی آفاقی حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کر کے حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو جائے تو چونکہ ایسا شخص اہلِ مکہ ہی کے حکم میں ہے، اس لئے حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد اگر وہ میقات کے اندر ہی رہتے ہوئے تمتع کرنا چاہے تو مذکورہ بالا آیت کی وجہ سے اس کے حق میں تمتع ممنوع ہوگا اگرچہ اس کے حق میں المامِ صحیح (وطن کی طرف لوٹنا) نہ پایا جا رہا ہو۔

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

غنية الناسك في بغية المناسك ص ۲۱۳

الخامس:عدم الالمام الصحيح،وهو ان يرجع الي اهله بعد العمرة حلالا.........تنبيه:وقولهم الي اهله: اي الي وطنه؛ اذ لا عبرة بوجود الاهل، فيصح تمتع الأفاقي وان كان معه اهل ولا يصح من المكي وان لم يكن له اهل.

غنية الناسك في بغية المناسك ص۲۲۶

قال في الفتح:وأوجبوه على المكي إذا تمتع ؛ لارتكابه النهي ، **وأنت علمت أن مناط نهيه وجود الإلمام** ، وهو ثابت في الآفاقي الملم.قلت:**لو كان مناط نهيه وجود الالمام** لاشترطوا عدمه في قرانه ايضا،لان لفظ التمتع في الأية يعمهما ثم قالوا بعدم صحة قرانه ايضا اذا خرج وقرن من الميقات،كما لو تمتع منه،وساق الهدي لوجود المام الصحيح،ولم يقولوا:ان المام المكي صحيح مطلقا،**بل انما عرفوا اشتراط عدمه في التمتع** بنقل من عدة الصحابة والتابعين،قال في البدائع:ومثل هذا لا يعرف رايا واجتهادا،فالظاهر سماعهم ذالك من رسول الله صلي الله عليه وسلم.

ويلاحظ ايضاً مناسك ملا علي قاري ص ۲۷۱، الدر المختار وحاشيه ابن عابدين ۵۳۷/۲، احكام القرآن للجصاص ۳۵۸/۱، بدائع الصنائع ۱۶۹/۲،۱۷۰

(۲)۔۔۔کافی تلاش کے باوجود بھی ہمیں کہیں اس بات کی صراحت نہیں مل سکی کہ مکی یا حلی کے تمتع کرنے کی صورت میں جو دمِ جبر واجب ہوتا ہے، اس میں ترتیب واجب ہے یا نہیں، البتہ اس بات پر تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ یہ دم دمِ جبر ہے، دمِ شکر، دمِ نسک اور دمِ متعہ نہیں ہے بلکہ اس دم کے دمِ شکر ہونے کی فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صراحۃً نفی کی ہے نیز اس بات کی بھی فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صراحت فرمائی ہے کہ صرف دمِ قران، تمتع اور اضحیہ یوم النحر کے ساتھ خاص ہیں، ان کے علاوہ تمام ھدایا کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں، اگرچہ ان میں تعجیل مستحب ہے، ان باتوں کے پیشِ نظر سوال میں ذکر کردہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ اس دمِ جبر میں ترتیب واجب نہیں ہونی چاہئے، البتہ چونکہ فی نفسہٖ مکی اور حلی کا تمتع درست ہے، اس لیے احتیاط اس میں ہے کہ ان اعمال میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فتح القدير للكمال ابن الهمام (۳/ ۱۱)

ويحتمل نفي الحل كما يقال: ليس لك أن تصوم يوم النحر، ولا أن تتنفل بالصلاة عند الطلوع والغروب، حتى لو أن مكيا اعتمر في أشهر الحج وحج من عامه أو جمع بينهما كان متمتعا أو قارنا آثما بفعله إياهما على وجه منهي عنه.

وهذا هو المراد بحمل ما قدمناه من اشتراط عدم الإلمام للصحة على اشتراطه لوجود التمتع الذي لم يتعلق به نهي شرعا المنتهض سببا للشكر. ويوافقه ما في غاية البيان: ليس لأهل مكة تمتع ولا قران، **ومن تمتع منهم أو قرن كان عليه دم**

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

وهو دم جناية لا يأكل منه. وصـح عن عمر - رضـي الله عنه - أنه قال: ليس لأهل مكة تمتع ولا قران. وقال في التحفة: ومع هذا لو تمتعوا جاز وأساءوا، وعليهم دم الجبر وسنذكر من كلام الحاكم صريحا اهـ.

ومن حكم هذا الدم أن لا يقوم الصـوم مقامه حالة العسـرة، فإذا كان الحكم في الواقع لزوم دم الجبر لزم ثبوت الصحة؛ لأنه لا جبر إلا لما وجد بوصف

(١٢) البحرالعميق في مناسك المعتمر والحاج الي بيت الله العتيق ج٤ص٢١٥٤،٢١٥٣

ولا يجوز ذبح هـدي القران والتمتع،والاضـحية الا في يوم النحر ولا يجوز قبله لقوله تعالي:(فكلوا منها واطعموا البائس الفقير ثم ليقضـوا تفثهم)..واما دم التطوع فيجوز ذبحه قبل يوم النحر كذا في الاصـل وهو الصـحيح واختار القدوري انه لا يجوز ذبح هدي التطوع الا يوم النحروجعله كحكم هدي القران لانه دم قران..ويجوز ذبح بقية الهدايا اي وقت شـاءلانه دم جبر فيسـتحب فيه المسـارعة والتعجيل ليرتفع النقصـان به بلا تاخير بخلاف دم المتعة والقران فانه دم نسك.................. واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

(ویلاحظ ایضاً رد المحتار ۲/۵۸۵، واحکام القرآن للجصاص ۱/۳۵۸، ۳۵۹ واعلاء السنن ۷/۳۳۳۲)

الجواب صحیح

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۲/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۱ھ

۱۸/جنوری/2020ء

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۲۲/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۱ھ

۱۸/جنوری/2020ء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۲۲/۵/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

۲۲/۵/۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

۲۳/۵/۱۴۴۱ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۸۴/۲۱۴۱
مورخہ ۲۳/۵/۱۴۴۱
۱۸/۱/۲۰۲۰